REGD No P. 67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

یکم تبلیغ ۱۳۴۷ھش | ۲ر ذیقعدہ ۱۳۸۷ھ | یکم فروری ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۳۰ر جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۵ر جنوری کی رپورٹ مظہر ہے کہ کل ضعف اور ہلکی سی حرارت رہی۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ کے بعد کا مجوزہ سفر سندھ کا پروگرام بعض حالات کی وجہ سے منسوخ فرما دیا ہے۔

ربوہ ۲۵ر جنوری۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ضعف میں تو کمی ہے باقی طبیعت پہلے جیسی ہے۔ احباب حضرت سیدہ مدظلہا کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

قادیان ۳۰ر جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان اور مضافات میں مسلسل کئی روز سے بارشیں ہوتی رہی ہیں آج بھی مطلع ابر آلود ہے سردی شدت کی پڑ رہی ہے گذشتہ رات کو ژالہ باری بھی ہوئی تھی۔

قادیان میں جشن جمہوریت خاص شان و شوکت سے منایا گیا

احمدی احباب کی نمایاں شرکت اور آزادی کی قدر و قیمت جمہوریت کے تقاضوں پر

پُر مغز تقاریر

قادیان ۳۰ر جنوری۶۸ء۔ یوم جمہوریت کے موقعہ پر بتاریخ ۲۶ر جنوری ۱۹۶۸ء مقامی طور پر قادیان میں میونسپل کمیٹی قادیان کے زیر اہتمام جمہوریت ہند کا جشن بڑی شان و شوکت کے ساتھ میونسپل کمیٹی کے وسیع احاطہ میں منایا گیا۔ جھنڈا لہرانے کی رسم سردار ستنام سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے قادیان نے ادا کی۔ پولیس اور این سی سی کے جوانوں نے جھنڈے کو سلامی دی۔ وطن پیار اور آزادی پر مشتمل مختلف گیتوں کے علاوہ متعدد لیکچراروں نے آزادی اور جمہوریت کے موضوع پر اظہار خیال فرمایا۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان نے جماعت احمدیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے جمہوریت آزادی اور اس کے تقاضوں پر ایک برجستہ تقریر کی۔ محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل صدر میونسپل کمیٹی نے جلسہ کی صدارت کی۔ حسب روایات سابقہ احباب جماعت جشن کے اس موقعہ پر کثیر تعداد میں شریک ہوئے اور جلسہ کے تمام پروگراموں میں خاص دلچسپی سے حصہ لیا۔

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی یوم جمہوریت کی تقریب تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کی طرف سے مشترکہ طور پر میونسپل کمیٹی میں منانے کا پروگرام مرتب کیا گیا تھا۔ اور میونسپل کمیٹی کی جانب سے تمام جماعتوں و شہریوں کو ۲۶ر جنوری کو یوم جمہوریت کی تقریب میونسپل کمیٹی میں مشترکہ طور پر منانے کی دعوت دی گئی تھی۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق ۲۶ر جنوری کو ساڑھے نو بجے صبح شہری جوق در جوق میونسپل کمیٹی میں پہنچنے شروع ہو گئے۔ احاطہ میونسپل کمیٹی بڑے اچھے طریق پر سجایا گیا تھا۔ اور میدان میں دریاں بچھائی گئی تھیں۔ دیوار کے ساتھ مردوں کے بیٹھنے کے لئے اور مشرقی جانب مستورات کے لئے کرسیوں کا وسیع پیمانہ پر انتظام تھا۔ اسی طرح سٹیج کے قریب نزد پر معززین کے بیٹھنے کے لئے کرسیوں کا انتظام تھا۔ لاؤڈ سپیکر کا بھی بندوبست تھا۔ جلسہ شروع ہونے سے قبل لاؤڈ سپیکر پر قومی ترانے نشر کئے جاتے رہے۔ اور جب ایک تنظیم کے ساتھ جماعت احمدیہ کے افراد اور لڑکوں اور لڑکیوں کے سکولوں کے طلباء و طالبات و سٹاف میونسپل کمیٹی میں پہنچ گئے۔ اور پنڈال بھر گیا۔ تو پولیس اور این۔ سی۔ سی کی کچھ تعداد بھی میونسپل کمیٹی پہنچ گئی۔ قریب دس بجے جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم ایل۔ اے تشریف لائے۔ اور ان کی تشریف آوری پر ان سے جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کرنے کی درخواست کی گئی۔ اور انہوں نے جھنڈا لہرایا۔ اس موقعہ پر تمام حاضرین کھڑے رہے۔ اور پولیس و این۔ سی۔ سی نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ اور جناب باجوہ صاحب نے سلامی لی۔ جھنڈا لہرانے کی رسم ادا کرنے کے بعد جناب باجوہ صاحب سٹیج پر کرسی نشین ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی جشن جمہوریت میں تشریف لائے۔ اور منتظمین کی درخواست پر سٹیج پر کرسی نشین ہوئے۔ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت محترم مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت و پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی شروع ہوئی۔ پروگرام کے شروع میں قومی ترانے۔ جھنڈے کی سربلندی اور آزادی کے گانے مردوں، بچوں اور سکولوں کے طلباء و طالبات نے پیش کئے۔ اور گانوں اور ترانوں کے دوران مقررین نے آزادی کی قدر و قیمت اور اس کے تحفظ اور اسے برقرار رکھنے اور ملک کی خدمت کرنے کے بارہ میں تقاریر بھی ہوتی رہیں۔ سردار پریتم سنگھ جی مجھابیہ۔ شری رام پرکاش جی پربھاکر۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے آزادی کی قدر و قیمت اور آزاد قوموں کے سر اونچا اٹھنے کے طریقے اور ملک کی سربلندی کے ذرائع وغیرہ امور پر تنگی وقت کے باوجود کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور حاضرین کو جن میں ہر طبقہ و خیال اور تمام مذاہب کے لوگ موجود تھے۔ اتفاق و اتحاد سے رہنے اور ملک کی ترقی و بہبودی کے لئے کام کرنے کی تلقین کی۔ مہمان خصوصی جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور تمام مذاہب کے پیروکاروں میں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے۔ اور سب کے مل کر ملک کی سربلندی کے لئے کوشش جاری رکھنے کی تلقین کی۔ اور فرمایا کہ اختلافات کو نظر انداز کر کے سب کو شانہ بشانہ ہو کر ملک کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ اور جلد خوشحالی اور ترقی کا دور لانا چاہیئے۔ جناب باجوہ صاحب کی تقریر کے بعد محترم مولوی عبدالرحمن صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی نے تمام حاضرین [illegible] اور پروگرام [illegible] والوں اور منتظمین کا شکریہ [illegible] اور ساڑھے [illegible] بجے [illegible]

(نامہ نگار خصوصی)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے لائٹ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ یکم فروری ۱۹۶۸ء

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا بابرکت اور کامیاب جلسہ سالانہ

دارالہجرۃ ربوہ میں جماعت احمدیہ کا بابرکت اور شاندار جلسہ بتاریخ ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ر جنوری ۱۹۶۸ء کو نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا - جلسہ کی غیر معمولی کامیابی اس بات سے ظاہر ہے کہ اکناف عالم سے آنے والے ایک لاکھ نفوس اس بابرکت جلسہ میں شامل ہوئے - اور دور دراز سے ہر آنے والے نے خدا تعالےٰ کی اس بات کی ذاتی طور پر تصدیق کی جس میں خدا تعالےٰ نے اپنے مامور اور مرسل کو اس امر کی خبر دی تھی کہ یاتون من کل فج عمیق چنانچہ جلسہ کا ہر مہمان گویا خدا تعالےٰ کی ہستی اور اُس کے مامور کی صداقت کا زندہ نشان تھا۔

جن عظیم القدر اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اس الٰہی جلسہ کی بنیاد رکھی وہ تمام مقاصد اس جلسہ کے ذریعہ بہت عمدگی کے ساتھ پورے ہوئے۔ مثلاً

- جلسہ کا تقریری پروگرام تمام کا تمام الٰہی باتوں کے سننے اور سنانے کے لئے وقف تھا۔
- حضرت امام ہمام ایدہ اللہ تعالےٰ کے روح پرور خطاب سن کر احباب جماعت کو نیا ایمان اور اُس کی تازگی اور روح کی لذت اور سرور حاصل ہوا۔ اور دینی معلومات میں بے حد اضافہ ہوا۔
- اس کے ساتھ ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات اور زیارت کے ساتھ تسکین قلب اور راحت جان حاصل ہوئی - - !!
- احباب جماعت نے جلسہ کے تمام ایام اجتماعی اور انفرادی دعاؤں اور ذکر الٰہی میں گذارے۔
- آپس میں ملاقات سے احباب جماعت کا حلقہ تودد و تعارف بڑھا اور ان کے باہمی تعلقات زیادہ پختہ ہو کر اخوتِ دینی کو نہایت درجہ تقویت پہنچی۔
- ہمارے جماعت دوستوں کو جو اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لئے آ رہے تھے۔ قریب سے جماعت کو دیکھنے اور اس کی خصوصی تعلیمات پر غور کرنے اور ذاتی طور پر اس کے حالات سے آگاہ ہونے کا زریں موقعہ میسر آیا۔ بہتوں کو خدا تعالےٰ نے حق و صداقت کے لئے انشراح صدر بخشا اور ان کی غلط فہمیاں دُور ہوئیں اور احمدیت کا نور ان پر ظاہر ہوا۔

ملکی تقسیم کے نتیجہ میں اگرچہ قادیان کی اکثر احمدی آبادی کو دوسرے ملک میں منتقل ہونا پڑا - خدا تعالےٰ نے اپنی مقدس اور برگزیدہ جماعت کو اپنے خاص فضل کے ساتھ پھر ایک نیا مرکز بنانے اور پہلے کی طرح بلکہ بعض پہلوؤں سے اس سے بھی بڑھ کر شان و شوکت کے ساتھ دارالہجرۃ میں جمع ہونے اور اسلام و احمدیت کی خدمت کے کاموں میں حصہ لینے کی توفیق دی۔ اور ساتھ کے ساتھ خدا تعالےٰ نے قادیان کے دائمی مرکز کو بھی اپنی رحمتوں کے صدقے احمدیت کے فدائیوں کے ساتھ آباد رکھا اور اس مبارک بستی سے خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی آواز بدستور بلند ہوتی رہی۔

سلسلہ کے ہر دو مراکز میں ہر سال مقررہ تاریخوں پر جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ چنانچہ بدلے ہوئے حالات کے تحت قادیان کے سالانہ جلسے اگر خدا تعالےٰ کی خاص رحمتوں، اُسکی بے انتہا قدرتوں اور حکمتوں کے مظہر ہوتے ہیں۔ تو دارالہجرۃ ربوہ کے جلسے خدائے قدوس کے بے انتہاء فضلوں اور اس کے بیشمار احسانوں کے نمائندہ نشان اور صداقت احمدیت اور خلافت احمدیہ کی "حقیقت" کی منہ بولتی تصویر ہوتے ہیں - اور ساتھ کے ساتھ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی اس کی شان و شوکت اور خدا تعالےٰ کی غیر معمولی نصرت و تائید کے ایمان افروز کرشمے نظر آتے ہیں۔

حکومت ہند کی اجازت اور مملکت پاکستان کی منظوری سے ۳۷۶ نفوس پر مشتمل ہندوستانی احمدیوں کا ایک قافلہ بھی اس مبارک جلسہ میں شریک ہوا۔ اس کرم فرمائی پر ہم دونوں حکومتوں کے شکر گذار ہیں - جماعت احمدیہ ایک مذہبی جماعت ہے - اسے سیاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ دونوں حکومتوں کے متعلقہ افسران ہمارے ہدیۂ تشکر کے مستحق ہیں جنہوں نے ہمارے ان مذہبی جذبات کا خیال رکھتے ہوئے ایسی سہولیات بہم پہنچائیں کہ قافلہ کا یہ سفر ہر طرح سے بآرام طے ہوا - اور راستہ میں کسی طرح کی غیر معمولی پریشانی یا تکلیف نہیں ہوئی۔ یہ قافلہ ۹ر جنوری کو قادیان سے بسوں پر روانہ ہوا - فیروزپور کے رستہ گنڈا سنگھ بارڈر سے پاکستان میں داخل ہوا - اور قصور سے ایک سپیشل ٹرین کے ذریعہ براستہ لاہور اُسی روز رات کے دو بجے ربوہ شریف پہنچا - اسی طریق پر ۱۸ر جنوری کو واپسی ہوئی - اس طرح دو دن تو آنے جانے میں صرف ہوئے اور باقی آٹھ روز ربوہ جیسی مقدس اور بابرکت وادی میں بسر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی - فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ربوہ کے جلسہ میں شامل ہونے والے ہر مخلص احمدی کی اصل اور بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح اپنے محبوب امام کی زیارت اور ملاقات اور حضور انور کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اوقات صرف ہوں اور حضور کے کلمات طیبات سننے کا عمدہ موقعہ میسر آئے - چنانچہ خدا کا شکر ہے کہ جانے والے قافلہ کے سبھی افراد کو یہ سب نعمتیں میسر آئیں - مسجد مبارک میں پنجگانہ نمازیں حضور انور کی اقتداء میں ادا کرنے اجتماعی دعاؤں میں شرکت کے علاوہ بہشتی مقبرہ میں موجود سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ و حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اور دوسرے بزرگان کے مزارات پر حاضر ہو کر دعا کرنے کا موقعہ ملتا رہا - اور اپنی اپنی توفیق اور ہمت کے مطابق ہر شخص نے ان سبھی مواقع سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔

جلسہ سالانہ میں علمائے سلسلہ کی بلند پایہ علمی اور روحانی تقاریر کے علاوہ تینوں روز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایمان افروز اور روح پرور خطاب فرمائے۔ چونکہ جلسہ کا درمیانی دن جمعہ کا روز تھا اس لئے حضور کی اقتداء میں ایک جمعہ بھی پڑھنے کا موقعہ ملا - حضور انور کے خطبوں اور خطبہ جمعہ کا خلاصہ گذشتہ اشاعت میں دیا جا چکا ہے - حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقاریر کے وقت وسیع و عریض جلسہ گاہ شمع احمدیت کے پروانوں اور روح پرور خطاب کو سننے والوں سے اس قدر بھرا رہتا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہتی اور پھر حسن کامل سکوت بلکہ انتہائی محویت کے عالم میں حضور پُر نور کے جمیع خطاب سُنے جاتے رہے وہ سننے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ الفاظ اس کی حقیقت بیان کرنے سے قاصر ہیں - تیسرے دن کی آخری تقریر نے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ کی یاد تازہ کر دی تھی۔ جبکہ تقریر کا موضوع ہی ایسا جاذب توجہ تھا اور حضور کا انداز بیان بھی نہایت درجہ دلنشین اور پُر اثر تھا کہ ہمہ وقت سامعین پر گویا وجد کی کیفیت طاری رہی۔ تعمیر کعبہ کے سلسلہ میں روحانی جماعت کے افراد میں جن نو صفات کا پایا جانا ضروری ہے - اس کی تفصیل جب حضور انور بیان فرماتے اور مواقع کے مناسب حال جب آیات قرآنیہ کی ترتیل کے ساتھ تلاوت فرماتے تو مزہ آجاتا۔ حقائق و معارف قرآنی کے بیان کا ایک دریا تھا جو اپنی پوری شان کے ساتھ بہہ رہا تھا اور مضمون کی سلاست تھی کہ دلوں میں اترتی چلی جاتی تھی - بایں ہمہ وقت کی فوری ضرورت کا بیان بھی مؤثر طریق پر جماعت کے سامنے ترتیب وار لائی جارہی تھیں سبحان اللہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے دلوں سے نکل کر بے اختیار زبان سے بلند ہو رہے تھے !!

جلسہ گاہ کے قریب ہی مسجد اقصےٰ کی وسیع و عریض شاندار عمارت زیر تعمیر تھی - جو اگرچہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے تاہم اس کی بنیادیں جلیل الشان عمارت کی اُٹھان مسجد کی تکمیل کا واضح نقشہ آنکھوں کے سامنے لا کر بے اختیار خدا تعالےٰ کی حمد و ثنا کے الفاظ زبان پر آ جاتے تھے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بابرکت دور میں اور حضور کی روحانی و مادی کوششوں کے ذریعہ اس بے آباد و سنگلاخ زمین کو کس طرح مرجع خلائق بنا دیا اور جنگل میں منگل کا نظارہ سب کے سامنے پیش کر دیا !!

حضرت امام ہمام کی زیارت (باقی صفحہ ۱۰ پر)

خطبہ جمعہ

کہ ہم وہ تیس سال کا عرصہ بڑا ہی اہم ہے اور ہم سے انتہائی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے

اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنیکی آسمانی مہم آج ایک نہایت ہی اہم اور نازک دور میں داخل ہو چکی ہے

ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی قربانیوں اور دعاؤں کو انتہا تک پہنچائیں تا جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض بتمام و کمال پوری ہو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۷ء

تشہد، تعوذ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ القدر کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اس سورۃ (سورۃ القدر) کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بڑی لطیف تفسیر بڑی تفصیل کے ساتھ تفسیر کبیر میں بیان فرمائی ہے۔ میں اس وقت احباب کو دو ایک باتوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں جو اس سورۃ کے مضامین سے تعلق رکھتی ہیں۔

لیلۃ القدر کے معنے

بہت سے کئے جا سکتے ہیں اور بہت سے کئے گئے ہیں۔ خلاصہ ان سب معانی کا یہ بنتا ہے کہ لیلۃ القدر وہ اندھیری رات یا وہ اندھیرا زمانہ ہے جس میں اللہ کی طرف سے اندھیروں کے دور کرنے اور روشنی کے ظہور کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور لیلۃ القدر انفرادی بھی ہوتی ہے۔ اور اجتماعی بھی ہوتی ہے۔ احادیث میں جہاں یہ ذکر ہے کہ سارے سال میں کسی وقت لیلۃ القدر ہو سکتی ہے۔ وہ ذکر انفرادی لیلۃ القدر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اجتماعی لیلۃ القدر ایک تو وہ ہے کہ احادیث اس طرف اشارہ کرتی ہیں، رمضان کی آخری دس راتوں میں سے ایک رات ہوتی ہے۔ یا اجتماعی لیلۃ القدر انبیاء کا وہ اندھیرا زمانہ ہوتا ہے۔ جن میں وہ نازل ہوتے اور جس کے اندھیروں کو ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ دور کرتا ہے۔

انفرادی لیلۃ القدر کا مطلب

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہر فرد بشر پر بہت سی پابندیاں عائد کی ہیں بہت سے احکام، نواہی جو اسے دیئے گئے ہیں بہت سے اوامر ہیں جو اسے کرنے ہوتے ہیں اور اسے کرنا چاہیئے۔ بہت سی نواہی ہیں جن سے اسے بچنا چاہیئے انسان جس طرح جسمانی لحاظ سے نشوونما حاصل کرتا ہے۔ پہلے ارتقاء کے کئی دوروں میں سے وہ رحم مادر میں گذرتا ہے اور پھر بہت سے ارتقائی دوروں میں سے وہ پیدائش کے بعد وہ اس دنیا میں گذرتا ہے۔ پھر وہ اپنی بلوغت کو پہنچتا ہے۔ جسمانی طور پر اگر وہ لمبی عمر پائے تو وہ انحطاط کے زمانہ کو پاتا ہے۔ اس کے مشابہ مگر ایک فرق کے ساتھ

روحانی ارتقاء اور روحانی نشوونما

بھی وہ حاصل کرتا ہے پہلے وہ تقویٰ کی موٹی موٹی راہوں پر چلتا ہے۔ پھر وہ اس کتاب عظیم سے جو ھدًی للعالمین ہے تقویٰ کی مزید باریک راہوں کا علم حاصل کرتا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کے دن گذارتا ہے اسی طرح وہ روحانی ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی روحانی بلوغت کو پہنچتا ہے۔ جس کے بعد کوئی انحطاط نہیں۔ اور یہ فرق ہے۔ روحانی اور جسمانی بلوغتوں میں کہ جسمانی بلوغت کے بعد اس دنیا میں ایک انحطاط کا زمانہ بھی بہت سے لوگوں پر آتا ہے لیکن روحانی بلوغت کے بعد پھر انحطاط کا کوئی زمانہ روحانی بالغ پر نہیں آتا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑے لطیف رنگ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ فرمایا جب بشاشت ایمانی حاصل ہو جائے۔ اس کو پھر شیطان کے حملوں کا کوئی خوف باقی نہیں رہتا۔ الفاظ مجھے یاد نہیں۔ اسی قسم کا مفہوم ہے یعنی جس کے اعمال صالحہ

فطرت کا ایک حصہ بن جائیں

اور ان کی بجا آوری میں وہ کوئی تکلیف یا کوفت محسوس نہ کرے۔ اسے کسی قسم کی کوشش اور جد و جہد نہ کرنی پڑے بلکہ جس طرح وہ سانس لیتا ہے اور زندگی کو قائم رکھتا ہے۔ اسی طرح ایسا شخص بشاشت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے احکام کو بجا لاتا ہے اور جس شخص کے دل میں اس قدر بشاشت اعمال صالحہ کے بجا لانے میں پیدا ہو اور خدا تعالیٰ کے لئے یہ یقین ہو جائے کہ دنیا اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تب بھی وہ اس بشاشت کو محسوس کرے۔ اس بلوغت کے بعد کسی قسم کے روحانی انحطاط کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وہ کیفیت ہے بلوغت کی جس کی طرف قرآن کریم نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

تو اس دنیا میں دنیا کی اس زندگی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فیصلہ ہر فرد بشر کے متعلق کیا جاتا ہے۔ ہر اس فرد بشر کے متعلق جو اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچاتا اور اپنے رب کی محبت میں اپنے نفس کو کلی طور پر مٹا دیتا اور اس پر ایک موت وارد کر دیتا ہے اس پر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ اسے یہ بشارت دیتا ہے

کہ اب تو اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ جنت میں یقینی طور پر ہمیشہ کے لئے تو داخل رہے گا اور شیطان تجھے بہکانے میں کامیاب نہیں ہوگا۔

یہ فیصلہ کی گھڑی اس شخص کے لئے لیلۃ القدر ہے کیونکہ اس میں وہ عظیم فیصلہ اس کی ابدی زندگی کے متعلق کیا جاتا ہے جو اس دنیا سے شروع ہوتی اور اس دنیا میں جا کے ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ اس کے لئے خوشیاں اور سرور پیدا کرتی رہتی ہے۔ اتنا اہم فیصلہ جس گھڑی کیا جائے۔ جب انسان کے تمام انفرادی اندھیرے ختم ہو کر ان کی بجائے اللہ تعالیٰ کا نور اس کی روح اور اس کے جسم پر قبضہ کر لے۔ اتنا عظیم فیصلہ جس گھڑی ہو وہ اس فرد واحد کے لئے لیلۃ القدر کا حکم رکھتا ہے [illegible] یہ لیلۃ القدر ہر [illegible] ہو سکتی ہے۔ [illegible] کوئی شرط نہیں۔ رمضان کے دنوں [illegible] راتوں کی کوئی شرط نہیں اور [illegible] اسی لیلۃ القدر کا ذکر [illegible] سارے سال میں کسی [illegible] سے کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔

دوسری قسم لیلۃ القدر کی [illegible]

جس کا تعلق رمضان سے اور رمضان کی آخری دس راتوں سے ہے۔ اس کی حکمت [illegible] تفسیر کبیر میں تفصیل سے بیان کی گئی ہے [illegible] ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کے ذریعہ ان کی امتوں سے ایک عہد لیا کرتا۔ اور اس کے مقابل میں ان سے بھی ایک عہد کرتا ہے اور حکم اور بشارت دیتا ہے کہ تم اپنے عہد کو پورا کرو تب [illegible] پورا کروں گا اور اس کے لئے ایک ظاہری علامت اللہ تعالیٰ کی رضا کے اظہار کی رکھی جاتی ہے۔

پہلے انبیاء نے بھی اپنی امتوں سے عہد لیا تھا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام بنی نوع انسان سے [illegible] وحدت [illegible] میں شامل ہو جاؤ اور [illegible] ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنے رب سے یہ عہد باندھو کہ اسلام کے مطابق [illegible] زندگیوں کو گذارو گے [illegible] اسلام کا جو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] سے لیا گیا ہے۔

اسلام کے [illegible] سلامت کے [illegible]

یہی کہ انسان اپنا سب کچھ اپنے رب کے حضور پیش کر دے اور اس کی راہ میں قربان کر دے۔ پھر جس چیز کی [illegible] اجازت دے اس چیز سے

اس وقت تک ہم نافذ [illegible] ہیں۔ اور ہر وقت اس بات کے لئے تیار ہوں کہ اپنی ہر چیز خواہ وہ مادی ہو جذباتی ہو یا کسی اور طرح ہم سے تعلق رکھنے والی ہو۔ اسے اپنے رب کی رضا کے لئے ہم ہر وقت قربان کر دینے کے لئے تیار رہیں گے۔

یہ عہد اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ امتِ مسلمہ سے لیا اور اس کی ظاہری علامت رمضان کو قرار دیا۔ اس مہینہ میں ہم راتیں اور دن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں۔ رمضان کی عبادت

ہر قسم کی عبادتوں کا مجموعہ

ہے۔ اس میں نفس کشی بھی شامل ہے اس میں جفا کشی بھی شامل ہے۔ اس میں وقت کی قربانی بھی شامل ہے اس میں جان کی قربانی بھی شامل ہے ہر قسم کی قربانیوں کا خزینہ، ہر قسم کی قربانیوں کے پھولوں کا گلدستہ ہے۔ یہ ماہِ رمضان!!!

تو یہ ظاہری علامت اس روح کی جو اسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا چاہی تھی رمضان کی عبادتوں میں رکھی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اگر تم اسلام کی اس روح کو اپنے اندر قائم رکھو گے اور ایک حقیقی مسلمان کی زندگی گزارو گے تبھی کی ظاہری علامت رمضان کی عبادتیں ہیں۔ تو میں تمہاری نیتوں اور خلوص کو دیکھتے ہوئے۔ اور خالص نیتوں کی بنیادوں پر جو اعمالِ صالحہ تم بجا لاؤ ان کو مد نظر رکھتے ہمارے ساتھ اس مہینہ میں ایک

نمایاں اور خصوصی تعلق

کروں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں ایک وقت ایسا مقرر کروں گا تمہارے لئے یعنی اے امتِ مسلمہ! کہ جب تمہاری دعاؤں کو میں قبول کروں گا۔ جب میں تمہارے قریب آ جاؤں گا اور اپنے قرب سے تمہیں نوازوں گا۔

تو اسلام کی جو بنیادیں ہیں اور اسلام کی جو روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے چاہتا ہے اس کی ظاہری علامت کے طور پر رمضان رکھا گیا ہے جس میں [illegible] وقت میں تمام قربانیوں اور تمام اعمالِ صالحہ کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ زبان سے کسی کو عزر نہیں پہنچانا ہاتھ سے ضرر نہیں پہنچانا۔ مال سے خیر پہنچانی ہے۔ اپنے وقت قربان کرکے

غیر پہنچانی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایک چھوٹا سا نقشہ ہے تمام اسلامی عبادات کا جو رمضان میں ہمیں نظر آتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کامل فدائیت کی اس ظاہری علامت کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کی ایک ظاہری علامت رکھی۔ اور وہ رمضان کی آخری دس راتوں میں لیلۃ القدر ہے۔ یہ

اجتماعی لیلۃ القدر

ہے۔ یعنی ایک ایسی رات آتی ہے جب امتِ مسلمہ کی دعائیں سنی جاتی ہیں اجتماعی طور پر۔ کیونکہ امت کے نمائندے وہ ہو سکتے ہیں جو خدا کے نزدیک ان کی نمائندگی کر رہے ہوں۔ یعنی جو حقیقی معنی میں اسلام کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے والے ہوں۔ جن کے مال اس کی راہ میں خرچ ہو رہے ہوں۔ جن کے جذبات اس کے لئے قربان ہو رہے ہوں اور جن کی عزتیں اس کی راہ میں فدا ہو رہی ہوں ان کی دعاؤں کو ایسے رنگ میں سنتا ہے کہ ان میں سے بہتوں کو بتا بھی دیتا ہے کہ آج امت کی اجتماعی لیلۃ القدر ہے۔ لیکن ان کے علاوہ بھی جماعتِ مسلمہ کے افراد ہوں۔ اگرچہ ان کو علم نہیں دیا جاتا کہ وہ رات دعاؤں کی قبولیت کی رات ہے پھر بھی ان کی ایسی دعاؤں کو جو خدا سے تعلق اور تکبیر کے ارادہ اور منشا کے مطابق ہوں قبول کیا جاتا ہے اور اس طرح

امتِ مسلمہ کی بقاء اور اس کی ترقی

کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور جس وقت امت بحیثیت امتِ اسلام پر قائم نہ رہے اور لیلۃ القدر کی برکتوں سے محروم ہو جائے اس وقت امت پر تنزل کا زمانہ آ جاتا ہے یہ دور ہمیں اسلامی تاریخ میں نظر آتے ہیں اور اگر ہم اس کی چھان بین کریں تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تنزل کا زمانہ وہ ہوتا ہے۔ جب امتِ مسلمہ نے اسلامی احکام کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اور قرآن کریم کو کتاب مہجور کے طور پر سمجھ لیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینی چھوڑ دیں اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہ رہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گئے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

رمضان کی ایک رات ایسی ہے

جو ایک ہزار مہینے سے بھی زیادہ اچھی ہے کیونکہ عربی محاورہ میں ہزار کا لفظ ان گنت اور بے شمار کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے اس لئے اس کے معنی یہ ہوئے کہ ایک رات ایسی ہے جو بے شمار اور ان گنت مہینوں سے زیادہ برکت والی ہے۔ اور جو شخص اس رات کی برکات سے محروم رہے وہ بڑا ہی محروم آدمی ہے اس سے زیادہ اور کون محروم ہو سکتا ہے! اور جب کہ میں نے ابھی بتایا ہے اگر امت کے وہ افراد اور جب تک امت کے وہ افراد جو مد مقابل طور پر زیادہ قوتیں استعداد میں رکھنے والے ہوتے ہیں اور جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی رحمتوں کے زیادہ وارث ہوتے ہیں وہ امت کے لئے امت کی دنیوی بہبود اور روحانی ترقیات کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کے دین کے سب احکام بجا لاتے رہیں اور اسلام کے ہر حکم کے نیچے اپنی گردن کو رکھنے والے ہوں اور انتہائی قربانیاں اس کے لئے دینے والے ہوں۔ ان کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ رمضان کی اس لیلۃ القدر میں قبول کرتا ہے اور اس طرح امتِ مسلمہ ترقی کے دنیوی اور روحانی مدارج طے کرتی چلی جاتی ہے لیکن پھر ایک ایسا دور آتا ہے کہ جب امت بحیثیت مجموعی ایسی نہیں رہتی تب لیلۃ القدر سے محروم ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں تنزل کا دور اسلام پہ آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اجتماعی طور پہ

لیلۃ القدر وہ زمانہ بھی ہے

جو ایک نبی کا زمانہ ہوتا ہے جو انتہائی فساد اور اندھیرے اور ظلمت کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن ظلمت کے اس زمانہ میں اندھیرے کی ان گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ میں اپنے بندوں کے لئے نور کا سامان پیدا کروں گا۔ سب سے زیادہ ظلمت شیطان نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پھیلائی اس سے زیادہ اندھیرے دنیا کی تاریخ میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتے۔ اور سب سے روشن نور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اور آپ کے طفیل ان اندھیروں میں سے ہی طلوع ہوا۔ اور یہ رات وہ جس میں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اندھیروں کو دور کر دیا جائے گا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تعلق

رکھتی ہے بہت ہی اندھیری رات تھی ایسی اندھیری رات کہ اس سے بڑھ کر اندھیرا تصور میں بھی نہیں آ سکتا۔ پھر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ روشنی کے سامان پیدا کئے گئے۔ اس قدر روشنی اور نور کہ

انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے

قیامت تک کے لئے وہ احکام دے دیئے گئے۔ وہ صراطِ مستقیم بتا دیا گیا جس پر چل کر انسان اپنے رب جو نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے کے نور سے حصہ حاصل کرکے اپنے ظاہر و باطن کو منور کر سکتا ہے۔

تو یہ زمانہ لیلۃ القدر کا زمانہ ہے۔ یعنی فساد کا شیطانی حکومت کا یعنی اللہ تعالیٰ کے بندے کے اندھیروں کا وہ زمانہ جس میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ روشنی پیدا کی گئی اور ان اندھیروں کو دور کیا گیا۔ اندھیروں کا یہ زمانہ وہ تھا جس میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والوں نے

انتہائی دکھ اٹھائے

ان لوگوں کے لئے دنیا اندھیر تھی۔ دنیوی لحاظ سے روشنی کی کوئی کرن تھی جو وہاں تک پہنچ سکتی تھی۔ ہر طرف سے کفر نے ان کو گھیرا ہوا تھا۔ ہر قسم کی قربانیاں تھیں جو ان سے لی جا رہی تھیں۔ مردوں سے بھی اور عورتوں سے بھی۔ وہ کون سی بے عزتی تھی جو ان مسلمان عورتوں کو نہ دیکھنی پڑی ہو۔ ہر قسم کے اندھیروں کی دیواریں شیطان مسلمانوں کے گرد کھڑی کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ ان سے انتہائی قربانیاں لے رہا تھا اس وعدہ کے ساتھ کہ میں تمہارے لئے اپنی تقدیر کی تاریں ہلاؤں گا اور اتنے انعامات دوں گا اتنے فضل تم پر نازل کروں گا۔ آسمان سے تم پر نور کی کچھ اس طرح بارش برسے گی کہ یہ سب اندھیرے کافور ہو جائیں گے اور شیطان اپنے تمام اندھیروں اور ظلمتوں کے ساتھ بھاگ جائے گا اور حق [illegible]...... اپنے تمام نوروں کے ساتھ دنیا میں قائم ہو جائے گا۔

پس

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

لیلۃ القدر کا زمانہ تھا اس معنے میں کہ اگرچہ شیطان انسانی روح پر پوری طرح غالب آ گیا ہوا تھا اور مسلمانوں کو

.... کی انتہائی قربانیاں اس وقت بھی بڑی عظیم تھیں لیکن لیلۃ القدر کے اس زمانہ میں ہمارے رب نے یہ فیصلہ کیا کہ ان تمام اندھیروں کو تمام دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ اور وہ جو اپنے فیصلوں پر قادر اور وہ جو اپنے وعدوں کو وفا کرنے والا ہے اس نے وہ تمام اندھیرے دنیا سے مٹا دیئے اور اس طرح اسلام کا نور تمام دنیا میں چھا گیا کہ معلوم دنیا میں سے کوئی علاقہ ایسا نہ رہا جو اسلام کے نور سے محروم ہو۔ اس کے بعد پھر تنزل کا ایک زمانہ آیا کیونکہ اسلام کی روح کو مسلمان بھول چکا تھا لیکن اب پھر اللہ تعالیٰ نے

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ

پیدا کیا اور اس زمانہ میں ہمیں بھی پیدا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بھی "لیلۃ القدر" ہی کا زمانہ ہے جس زمانہ کے متعلق الٰہی تقدیر ہے کہ اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کیا جائے گا۔ اور دنیا کی تمام اقوام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کی جائیں گی۔ پس ہمارا یہ زمانہ بھی شیطانی ظلمتوں، انتہائی قربانیوں اور بہترین انعامات کے لحاظ سے لیلۃ القدر ہے اور اس زمانہ میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انتہائی قربانیاں لی جائیں گی اور عظیم انعامات کا وارث کیا جائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب اللہ تعالیٰ کی وہ پیشگوئیاں اور وہ آیات بینات اور وہ نشانات ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے جو بعد میں ہوئے۔ اس وقت بھی آپ پر کچھ لوگ ایمان لائے۔ ان لوگوں کی زندگیوں کو جب ہم دیکھتے ہیں۔ اور اس زمانہ کے حالات پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ

ان لوگوں نے انتہائی قربانیاں دیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نشانات ابھی پوری طرح واضح نہیں تھے۔ وہ غیب پر ایمان لائے۔ ان کے بعد جو آنے والے تھے انہوں نے تو ہزاروں نشان دیکھے جن سے انہوں نے فائدہ اٹھایا۔ جنہوں نے فائدہ نہیں اٹھایا لیکن نشان ہر ایک نے دیکھے ہر حال ان نشانوں کے دیکھنے کے بعد جو لوگ ایمان لائے وہ انتہائی اندھیروں کے اوقات میں ایمان لانے والوں میں شمار نہیں ہو سکتے اور اس وجہ سے ان کی قربانیوں کی وہ شان نہیں جو سابقون کی قربانیوں کی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ابتدائی زمانہ میں ایمان لائے تھے۔ اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک نور دنیا کے لئے پیدا کیا۔ جماعت نے ترقی کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اس طرح نازل ہوئے کہ وہ جس کی آواز اپنے گاؤں کی گلیوں میں بھی نہیں گونجی تھی آج اس کی آواز ساری دنیا کی فضا میں گونج رہی ہے۔ اور یہ تو ایک مثال ہے جس زاویہ سے بھی آپ دیکھیں گے۔ آپ کو یہی نظر آئے گا۔ یہ نتیجہ ہے ان قربانیوں کی قبولیت کا جو ابتدائی زمانہ میں ایمان لانے والوں نے ان اندھیری راتوں میں دیں اور انہیں اللہ تعالیٰ نے قبول کیا۔ لیکن چونکہ

اللہ تعالیٰ کی رحمت میں بڑی وسعت

ہے وہ زمانہ کے بدلے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ قربانیوں کو بھی بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ آپ اس زمانہ میں قربانیاں اور قسم کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے آپ کے لئے کہ آپ کو قربانیوں کے اس مقام پر کھڑا نہیں رہنے دیا۔ بلکہ اپنے بندوں کو جنہیں اس نے خلافت کے مقام پر کھڑا کیا بہت سے منصوبے سکھائے اور اس طرح آپ کو قربانیوں کے میدان میں آگے سے آگے بڑھا دیا۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی کے حالات کو دیکھیں کس طرح آپ نے جماعت کے

استحکام اور ترقی کی تدابیر

کیں اور جماعت سے قربانیاں لیں۔ پھر ایک لمبا زمانہ خلافت ثانیہ کا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ خلافت میں بھی آپ کی قربانی کے ایک مقام پر کھڑا نہیں رہنے دیا۔ بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نئے سے نئے منصوبے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اسی کے ارادہ سے اور اسی کے سکھانے سے آئے۔ اور حضور نے جماعت کو قربانی کے میدان میں آگے سے آگے دھکیلا تاکہ اس زمانہ کے احمدیوں کی قربانیوں کی مشابہت صحابہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کی قربانیوں سے ایک حد تک ہو جائے تا اسی قسم کے انعامات کے یہ بھی وارث ہوں

اب یہ خلافت ثالثہ کا زمانہ ہے

اور یہ تو اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ کتنا لمبا عرصہ یہ رہے گا لیکن آج میں ایک بات آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کو تمام دنیا میں غالب کرنے کی جو آسمانی مہم شروع کی گئی تھی۔ آج وہ ایک نہایت ہی اہم اور نازک دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اور جماعتِ احمدیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ آئندہ کم و بیش تیس سال تک اپنی قربانیوں کو انتہا تک پہنچائے۔ نیز اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچائے تا اللہ تعالیٰ ان قربانیوں اور ان دعاؤں کو قبول کرے اور وہ مقاصد حاصل ہوں جن مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ پس

کم و بیش تیس سال کا عرصہ

بڑا ہی اہم ہے بڑا ہی اہم ہے اور یہ ہم سے انتہائی قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اور اس کے مقابل میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ اگر تم میری راہ میں انتہائی قربانیاں دو گے اور اسلام کے ہر حکم کے سامنے اپنے سروں کو جھکا دو گے۔ خالص مسلمان ہو جاؤ گے۔ اپنے نفسوں پر ایک موت وارد کر لو گے تو میں تمہیں انتہائی اور عظیم انعام بھی دوں گا۔ پس ہم میں سے ہر ایک شخص کا انفرادی حیثیت میں بھی اور جماعت کا بحیثیت جماعت فرض ہے کہ وہ آگے بڑھے اور

اس نازک اور اہم وقت میں

انتہائی قربانیوں کو اپنے رب کے قدموں میں جا رکھے تاکہ اپنے رب کی پیار بھری نگاہ کا وہ مستحق اور وارث قرار دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہماری مدد کے لئے آسمانوں سے اُتریں اور خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہماری زندگیوں میں پورا ہو کہ "محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر دل میں گاڑ دی جائے گی"

(الفضل ۷ جنوری ۱۹۶۸ء)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

(قسط نمبر ۵)

از مکرم مولوی سید شریف احمد صاحب امینی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

مقصد بعثت میں کامیابی

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے جب دعویٰ فرمایا۔ تو چاروں طرف ایک شور برپا ہو گیا۔ اور مخالفت و تکذیب کا ایک طوفان اُمنڈ آیا۔ آپ کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے گئے۔ قتل کی سازشیں کی گئیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا۔ کہ

(۱) میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا۔ اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ I shall give you a large party of Islam.

اور آپ اپنی جماعت کے روشن اور شاندار مستقبل کے بارہ میں خدائی بشارات کا اس رنگ میں تذکرہ فرماتے ہیں۔ کہ

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے۔ کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر ... میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی۔ اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اُٹھا دے گا اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ

"میں تجھے برکت پر برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۱)

یہ ایک تاریخی و واقعاتی حقیقت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام ان خدائی بشارتوں [illegible] اور وعدوں کے مطابق گمنامی کے گوشہ سے نکل کر دنیا بھر میں شہرت پا گئے۔ چند سال قبل آپ بالکل تن تنہا اور بے یار و مددگار خدا کے پیغام کو لے کر اُٹھے۔ اپنے اور بیگانے سب مخالف ہو گئے۔ مگر تمام مصائب و مشکلات کے باوجود آپ اپنے مقصد بعثت میں کامیاب و کامران ہوئے۔ اور خدا تعالیٰ نے حسب بشارت آپ کو ایک زندہ اور اسلام کی خدمت کرنے والی ایسی فعّال جماعت عطا فرمائی۔ جس میں ہر رنگ و نسل۔ ملک و قوم۔ طبقہ و درجہ کے علم و قابلیت اور فن و ہنر کے افراد شامل ہیں۔ اب دنیا میں شاذ ہی کوئی ایسا علاقہ ہو گا جہاں جماعت احمدیہ نہ پائی جاتی ہو۔ یا کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام وہاں نہ پہنچ چکا ہو۔ چنانچہ آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ بفضلہ تعالیٰ دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جس پر کبھی بھی سورج غروب نہیں ہوتا دیکھئے خدا کا کلام کس شان سے پورا ہوا۔ کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

مخالفین کا اعتراف حقیقت:

اب میں اپنی تقریر کے آخر میں چند مخالفین احمدیت کے اُن اعترافات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے مئی ۱۹۰۸ء میں آپ کی وفات پر اپنی آراء کا اظہار کیا۔ اور کھلے الفاظ میں اس امر کا اعتراف کیا کہ آپ اپنے مقصد بعثت میں کامیاب و کامران ہوئے ؎

الفضل ما شہدت بہ الاعداءٗ

خوبی و کمال وہی ہے جس کا دشمن بھی اعتراف کریں۔ چنانچہ

(۱) مرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر "کرزن گزٹ" دہلی نے آپ کی وفات پر لکھا کہ:-

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں۔ وہ واقعی بہت تعریف کی مستحق ہیں۔ اُس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی۔ کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ اگرچہ مرحوم پنجابی تھا۔ مگر اس کے قلم میں اس قدر قدرت تھی۔ کہ آج سارے پنجاب بلکہ بلندی ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں ...... اس کا پُر زور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالا ہے۔ اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے ...... اس نے ہلاکت کی پیشگوئیوں۔ مخالفتوں اور نکتہ چینیوں کی آگ میں سے ہو کر اپنا رستہ صاف کیا اور ترقی کے انتہائی عروج تک پہنچ گیا۔"

(کرزن گزٹ دہلی یکم جون ۱۹۰۸ء)

(۲) ہندوستان کے ایک مشہور انگریزی اخبار پائنیر الہ آباد نے لکھا:

"اگر گذشتہ زمانہ کے اسرائیلی نبیوں میں سے کوئی نبی عالم بالا سے واپس آ کر اس زمانہ میں دنیا میں تبلیغ کرے تو وہ بیسویں صدی کے حالات میں اس سے زیادہ غیر موزوں نہ ہو گا۔ جیسا کہ مرزا احمد قادیانی تھے ...... مرزا صاحب کو اپنے دعوے کے متعلق کبھی کوئی شک نہیں ہوا۔ اور وہ کامل صداقت اور خلوص کے ساتھ اس بات کا یقین رکھتے تھے۔ کہ اُن پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اور یہ کہ انہیں ایک خارق عادت طاقت بخشی گئی ہے ...... ایک دفعہ انہوں نے بشپ ویلڈن (بشپ لیفرائے آف لاہور ناقل) کو چیلنج دیا۔ (جس نے اُسے حیران کر دیا) کہ وہ نشان نمائی میں اُن کا مقابلہ کرے۔ اور مرزا صاحب اس بات کے لئے تیار رہتے کہ حالات زمانہ کے ماتحت بشپ صاحب جس طرح چاہیں اطمینان کریں کہ نشان دکھانے میں کوئی فریب اور دھوکہ استعمال نہ ہو ...... وہ لوگ جنہوں نے مذہبی میدان میں دنیا کے اندر حرکت پیدا کر دی ہے وہ اپنی طبیعت میں انگلستان کے لارڈ بشپ کی نسبت مرزا غلام احمد صاحب سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے ہیں ...... بہرحال قادیان کا نبی اُن لوگوں میں سے تھا۔ جو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔" (اخبار پائنیر الہ آباد ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳) ایک مشہور المعروف غیر احمدی اخبار "وکیل" امرتسر کے ایڈیٹر نے حضرت مرزا صاحب کی وفات پر یوں اظہار خیال کیا کہ "وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کے خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا۔ خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا ...... ازل وہ ہدایت کا تحفہ لے کر آیا اور عقیدت کے پھول لے گیا (ناقل) (باقی صفحہ ۹ پر)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق فاضلہ

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ انچارج مدھیہ بھارت

(۴)

دعا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی مقدس وحی میں بڑی بڑی عظیم الشان بشارتیں دیں جو حضور کی زندگی میں بھی پوری ہوتی رہیں اور حضور کے وصال کے بعد بھی پوری ہو رہی ہیں اور قیامت تک پر شوکت انداز میں ہی حضور کی نسل اور اولاد اور حضور کی قائم کردہ مقدس جماعت کے وجود میں پوری ہوتی رہیں گی۔ اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس وقت وسوز اور اس اضطرار و اضطراب کی حالت میں گڑگڑا گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کی ہیں کہ جن کے نتیجہ میں ملاء اعلیٰ میں ایک شور برپا ہو گیا۔ اور زمین و آسمان لرز اُٹھے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"رونے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں سخت دل لوگوں کو خوف کردگار
کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اس کے ہیلانے سے فلک
خون ہے کہ جا نہ تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
خون نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا"

حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے موقعہ پر حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بچوں کو صبر کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ :-

"بچو گھر خالی دیکھ کر یہ نہ سمجھنا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے آسمان پر تمہارے لئے دعاؤں کا ایک بڑا بھاری خزانہ چھوڑا ہے۔ جو تمہیں وقت پر ملتا رہے گا۔"

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۵۵۸)

حضور کی دعائیں کس شوکت اور عظمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سنی جاتی تھیں۔ ہزاروں واقعات میں سے صرف ایک بیان کر دیتا ہوں۔

سیالکوٹ شہر میں کچھ لوگوں نے احمدیت کو قبول کیا انہوں نے ایک مسجد پہلے سے بنوائی تھی۔ مخالفین نے مسجد سے احمدیوں کو نماز ادا کرنے سے منع بھی کر دیا اور مختلف طریقوں سے پریشان کرنے کی کوشش کی۔ مقدمہ دائر ہو گیا۔ حضور کی خدمت میں بذریعہ چٹھی مقدمہ میں کامیابی کے لئے احمدی احباب درخواست دعا کرتے رہے۔ جس وکیل کے پاس جاتیں اُسے مخالفین مقدمہ لینے سے منع کر دیتے تھے۔ جب کسی طرح معاملہ سدھرتا دکھائی نہ دیا تو احمدی بزرگ قادیان پہنچے زبانی بھی حضور کی خدمت درخواست دعا کی۔

دوسرے روز جب احمدی دوست رخصت ہونے لگے تو حضور نے فرمایا کہ دعا کی ہے مسجد کا فیصلہ آپ کے حق میں ہو جائے گا اور مسجد آپ کو مل جائے گی وہ کہنے لگے حضور اب ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ مسجد ہمیں ضرور مل جائے گی۔ لیکن ابھی تو ہمیں وکیل ہی نہیں مل رہا۔ حضور نے فرمایا جاؤ وکیل بھی ملے گا۔ چنانچہ یہ دوست واپس سیالکوٹ پہنچے اور بغیر غور و فکر کے بعد ان احمدیوں کی نگاہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے والد صاحب چوہدری نصر اللہ خاں صاحب پر پڑی جنہوں نے نئی نئی پریکٹس شروع کی تھی۔ ان کے پاس پہنچے تو چوہدری صاحب نے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد مقدمہ لے لیا۔ بعد میں مخالفین مقدمہ کو واپس کرنے کے لئے مجبور کرتے رہے۔ لیکن چوہدری صاحب نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر میں فرقوں اور مذہب کے اختلاف کی بنیاد پر مقدمات لینے لگوں تو میری پریکٹس نہیں چل سکتی۔

بہر حال مقدمہ ابھی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ جس شخص کو غیر احمدیوں نے بطور متولی مسجد مقرر کیا تھا وہ فوت ہو گیا۔ دوسرا متولی جو انہوں نے بنایا وہ بھی چند روز کے بعد فوت ہو گیا۔ تیسرا متولی بنایا تو وہ بھی ایک ماہ کے بعد فوت ہو گیا۔ چوتھا بھی چند روز متولی کے عہدہ کو سنبھال کر راہی ملک عدم ہوا۔ اب شہر میں کوئی شخص اس مسجد کا متولی بننے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا جسے بھی مخالفین متولی بننے کی تحریک کرتے وہ انکار کر دیتا۔ کیونکہ ہر آدمی سمجھتا تھا کہ اس مسجد کے متولی بننے کے یہ معنی ہیں کہ موت کو آواز دینا۔ اور زندہ رہنے کی ہر حالت ہر آدمی کو خواہش ہوتی ہے۔

بالآخر مخالفین نے ایک دیہاتی گڈریئے کو تیار کیا وہ سخت جاہل آدمی تھا۔ اور وہ کچہری میں پیش بھی ہوا۔ مجسٹریٹ نے اس سے دریافت کیا کہ آپ سال بھر میں کتنی مرتبہ اس مسجد میں آتے ہیں۔ گڈریئے نے کہا دو مرتبہ عید اور بقر عید کو۔

مجسٹریٹ نے دریافت کیا کہ آپ کو نماز زبانی یاد ہے۔ گڈریئے نے کہا کہیں تو دوسرے کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیتا ہوں ویسے مجھے نماز زبانی یاد نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی مولوی نے مجھے سکھائی ہے۔ مجسٹریٹ نے فیصلہ احمدیوں کے حق میں کر دیا اور کہا کہ ایسے آدمی کے سپرد اگر مسجد کی تولیت کر دی جائے تو یہ چند ماہ میں مسجد کو ریوڑ خانہ میں تبدیل کر دے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو! زور دعا دیکھو تو

احباب کرام! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق فاضلہ بحر ذخار میں سے شاید میں ایک قطرہ ہی بیان کر سکا ہوں اب میں اپنی اس تقریر کو حضور کے ہی ایسے مقدس الفاظ پر ختم کرتا ہوں جن میں حضور نے جماعت احمدیہ کو اخلاق فاضلہ پر قائم ہونے کے لئے تلقین فرمائی ہے۔

۱- "اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے تمام طاقت سے کوشش کرو۔ اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے۔ جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر ہلاکت کی راہوں سے ڈرو خدا سے ڈرتے رہو۔ اور تقویٰ اختیار کرو۔"

۲- "تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو۔ اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو۔ اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے۔ جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو۔ تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے۔ جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔" (کشتی نوح)

۳- فرمایا :-

"میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگوں کو دیکھوں جنہوں نے درحقیقت بدی کو چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ

ہر ایک منشر سے اپنے تئیں بچا لیں گے۔ اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے۔ اسلئے اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں زندگی ہے کئے جاؤں گا۔ اور وہ دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے ہٹا دے۔ اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہو گی اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔"

(اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء)

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا بابرکت اور کامیاب جلسہ سالانہ (بقیہ ص ۲)

دیدنت کے ساتھ حضور سے ملاقات بھی جلسہ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے جلسہ شروع ہوتے ہی مقررہ پروگرام کے مطابق ہر جگہ کی جماعت اپنے امیر کی قیادت میں حضور انور کی ملاقات کا شرف حاصل کرتی، ایک لاکھ کے مجمع سے ہمارے اندازے کے مطابق پچاس ساٹھ ہزار نفوس نے تو یقینی طور پر حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا ہو گا۔ ہر شخص سے مصافحہ فرما کر اس کا مختصر تعارف حاصل کرنا کوئی معمولی بات نہیں اس کے باوجود پیارے امام کے چہرے پر آخری دن تک پہلے روز کی سی تازگی بشاشت اور زبان میں یکساں پیار اور محبت کی دل موہ لینے والی چاشنی اور متبسم چہرے پر شگفتگی ہر ملاقاتی کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ تھی۔

ہزاروں ہزار دوسرے عشاق کی طرح ہم ہندوستانی خدام بھی اس روز کے لئے بے تابی سے منتظر رہتے کہ کب پروگرام کے مطابق حضور کی حضوری زیارت اور ملاقات کیلئے حاضر ہوں۔ چنانچہ جلسہ کے اگلے روز بتاریخ ۲۹ رجنوری کو بہ ساعت سعید آئی اور حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی قیادت میں قصر خلافت میں حضور انور نے شرف باریابی بخشا اور باری باری سبھی خدام کو مصافحہ کا شرف بخشا اور وقت کے مطابق سب سے کوائف اور مختصر احوال دریافت فرمائے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مورخہ ۶ رجنوری کو حضور پُرنور نے ازراہِ شفقت ہندوستانی خدام کو دوپہر کے کھانے کی دعوت کا شرف بخشا جس میں سلسلہ کی سرکردہ بزرگ ہستیاں اور بعض مربیان سلسلہ بھی شریک ہوئے۔ قصر خلافت کے وسیع صحن میں لطف بیانہ پر اس دعوت کا انتظام تھا۔ گذشتہ سال بھی اسی طرح حضور نے ذرہ نوازی فرمائی تھی اور حضور کے خدام نے ایک ساتھ مل کر روحانی اور جسمانی مسرت حاصل کی تھی۔ مگر افسوس کہ اس سال بوجہ علالت طبع اس موقعہ پر حضور انور تشریف نہ لا سکے۔ تاہم دیگر بزرگان کی صحبت اور معیت سے فیضیاب ہوئے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا ۱۸ رجنوری کو قافلہ کی واپسی تھی۔ پروگرام کے مطابق ۱۷/۱۸ جنوری کی درمیانی رات بذریعہ ریل روانہ ہونا تھا۔ اس طرح صرف ایک روز ربوہ کی مبارک بستی میں قیام باقی تھا۔ دل میں تمنا تھی کہ روانگی سے قبل ایک بار پھر پیارے آقا کی زیارت اور ملاقات سے مشرف ہوں۔ اور اگر حضور کی صحبت میں چند گھڑیاں بیٹھنے کا موقعہ مل سکے تو زہے قسمت۔ ادھر کئی روز سے صبح شام مسلسل غیر معمولی مصروفیت کے سبب حضور پُرنور کی طبیعت ناساز ہو گئی سوزش بخار آنے لگا۔ حضور کی علالت طبع کی خبر پا کر حضور کے عشاق بہت ملول تھے۔ اور دل سے حضور کی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں کر رہے تھے دعوت طعام کے موقعہ پر ہی اعلان ہوا کہ اگر حضور کی طبیعت کسی قدر سنبھل گئی تو کل حضور پُرنور اہل قافلہ کو روانگی سے قبل ایک بار پھر زیارت کا شرف بخشیں گے۔ مگر چونکہ وقت کی تعیین نہ ہوئی تھی اس لئے صبح ہی سے اس خوش نصیب گھڑی کے منتظر رہے کہ کب قصر خلافت سے حاضری کی اطلاع ملے۔ بالآخر ظہر کی نماز میں اعلان ہوا کہ اہل قافلہ عصر کی نماز کے بعد قصر خلافت میں پہنچ جائیں۔ اس اطلاع نے خوشی اور مسرت کی لہر دوڑا دی۔ چنانچہ تمام عشاق پورے وقت پر قصر خلافت میں حاضر ہو گئے۔ جلدی اندر بلا لئے گئے۔ چونکہ حضور کی طبیعت بوجہ انفلوئنزا ناساز تھی اور محض اہل قافلہ کی محبت کی خاطر تکلیف کے باوجود حضور باہر تشریف لانے والے تھے۔ اس لئے احباب نے حضور کی صحبت میں کچھ وقت بیٹھنے اور حضور کی زیارت سے شاد کام ہونے کو اپنے لئے خوش نصیبی سمجھا۔ چنانچہ حضور تشریف لائے کچھ دیر اپنے خدام میں تشریف فرما رہے۔ وہی تبسم اور شگفتہ چہرہ۔ محبت سے پُر کلام زبان در ترجمان سفر یورپ کے ایمان افروز واقعات اور روح پرور کوائف کا تذکرہ رہا۔ جس کی تفصیلات مقدس آقا کی زبان حقیقت ترجمان سے براہ راست سن کر بہت ہی لطف آیا اور ایمان بہت اضافہ ہوا۔ اس موقعہ پر یورپ میں عیسائیت کے مقابلہ اسلام کے روحانی غلبہ کے آثار اور اس کے اسباب اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کی باتیں جملہ حاضرین کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئیں۔ بہرحال بڑے ہی پیارے ماحول میں ایک گھنٹہ کے قریب اہل قافلہ خدام کو اپنے آقا کی پاک صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا۔ حضور نے اپنی علالت کے متعلق فرمایا تھا کہ انفلوئنزا کی تکلیف کے باعث ۱۰۳ درجہ تک بخار رہا ہے۔ اور آج افاقہ ہے اور ٹمپریچر ۹۹ ہے۔ اس بیماری اور نقاہت کے باوجود حضور نے اپنے خدام پر بڑی ذرہ نوازی فرمائی اور ایک گھنٹہ کے قریب تشریف فرما رہے۔ آخر میں ایک لمبی پُرسوز دعا ہوئی۔ دعا کے بعد حضور نے فرمایا:-

چونکہ میری طبیعت اچھی نہیں ہے میں سب احباب سے مصافحہ نہیں کر سکتا اس لئے میں نمائندہ مصافحہ کروں گا۔ چنانچہ حضور کے پہلو میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان تشریف فرما تھے ——— حضور نے محترم مولانا سے مصافحہ کیا اور احباب قافلہ کو اجازت بخشی۔

اللہ تعالیٰ متعنا اللہ بطول حیاۃ امیر المومنین وامدہ بنصرہ العزیز۔

زکوٰۃ

ادا کر کے اپنے اموال کو پاک بنائیں اور خدائی مواخذہ سے بچیں۔ تارک زکوٰۃ کا مواخذہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ تارک الصلوٰۃ کے لئے۔

مالی سال کی آخری سہ ماہی اور احباب جماعت کا فرض

موجودہ مالی سال کے نو ماہ گذر رہے ہیں اور آخری سہ ماہی عنقریب شروع ہونے والی ہے۔ جملہ سیکرٹریان مال کی خدمت میں آٹھ ماہ کے نسبتی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کے متعلق ذاتی چٹھیاں بھجواتے ہوئے انہیں وصولی کے کام کو بہتر بنانے کے لئے نظارت ہذا کی طرف سے توجہ دلائی جا چکی ہے۔ متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے ابتدائی آٹھ ماہ کی وصولی ۳۳ فیصدی سے بھی کم ہوتی ہے۔ اور بعض ایسی جماعتیں بھی ہیں جن کی وصولی اور بھی کم ہوتی ہے۔ اور لازمی چندہ جات کی بروقت ادائیگی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے بعض تاکیدی ارشادات دوستوں کی توجہ کے لئے درج ذیل ہیں:-

"میں ایسے چندہ کا قائل نہیں کہ وہ دس فیصدی ادا ہو اور پھر خط و کتابت ہوتی ہے۔ یاد دہانی کروائی جاتی ہے اخبارات میں اعلانات ہو رہے ہیں اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا ہے۔"

پھر فرمایا:-

"میں ان دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقایا جلد ادا کر دیں۔ وہ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات بہت زیادہ ہیں یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے۔"

حضور رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور مرکز کی ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو مستحضر رکھتے ہوئے اپنی مالی قربانی کے معیار کو بلند کرے اور اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات اور مشکلات کے مقابل پر جماعتی ضروریات کو مقدم رکھتے ہوئے اپنے ذمہ لازمی چندہ جات کی موعودہ ادائیگی کر کے اپنے ایمان اور اخلاص کا ثبوت دے۔

جملہ عہدیداران کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ خود بھی اچھا نمونہ پیش کریں اور جماعت کے جملہ احباب کو بھی مؤثر طور پر توجہ دلائیں تاکہ گذشتہ عرصہ کی کمی اور کوتاہی اور سستی کا ازالہ آئندہ تین ماہ میں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بخشے۔ اور حافظ و ناصر ہے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض

(بقیہ صفحہ ۵)

..... غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دُنیا میں انقلاب ہو ہمیشہ دُنیا میں نہیں آتے .... مرزا صاحب کی اس رحلت نے اُن کے بعض معتقدات سے شدید اختلافات کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ اُن کا ایک بڑا شخص اُن سے جُدا ہو گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اسلام کی اس شاندار مدافعت کا بھی جو اُن کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔ ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔"

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر اُن سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے ابتدائی اثر کے پرخچے اُڑا دیئے۔ جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اُس کی جان تھا۔ بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اُڑنے لگا۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا۔ جو اُس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے گا اور حمایتِ اسلام کا جذبہ اُن کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ اُن کے آریہ سماج کے مقابل کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے۔ کہ آئندہ مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے۔ ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔

فطری ذہانت، مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک خاص شان پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہب غیر پر اُن کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنے ان معلومات کو نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین سے یہ ملکہ اُن میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو۔ اُن کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائب خانہ ہے۔ اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اس کی نظیر غالباً دُنیا کی کسی جگہ نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حکم و عدل ہوں۔ لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی اُن میں بہت مخصوص قابلیت تھی۔ اور یہ نتیجہ تھی ہم۔ اُن کی فطری استعداد کا۔ ذوق مطالعہ اور کثرت مشق کا۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دُنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو۔ جو اپنی اعلیٰ خواہشیں اس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔"

(الفضل ما شہدت بہ الاعداء)
(اخبار وکیل امرتسر جون ۱۹۰۸ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی دُعائیں

قد قضبائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا
اسلام کی فتح کے لئے ایک مستقل اور پائیدار بنیاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احباب جماعت کو تحریک جدید کی مستقل عمارت کو مسلسل اور دائم قربانیوں کے ذریعہ قائم رکھنے کے لئے فرمایا:

"جب اُنیس سال ختم ہونے کو آئے تو میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں تحریک جدید کو اُس وقت تک قائم رکھوں گا جب تک تمہارا سانس قائم ہے۔ تا خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت محدود نہ رہے۔ بلکہ وہ تمہاری ساری عمر تک پھیلی چلی جائے جن کی ساری عمر تک خدا تعالیٰ کے فضل اور انعام جاتے ہیں اُن کے مرنے کے بعد بھی اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ پس تم سب کو تحریک جدید کی مسلسل قربانیوں میں حصہ لینے کے لئے بُلا رہا ہوں"۔

پھر اسی تسلسل میں فرمایا کہ:

"یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق اسلام کی فتح کی بنیاد، احمدیت کے غلبہ کی بنیاد محمد رسول اللہ کے نام کو دوبارہ زندہ رکھنے کی بنیاد روز اوّل سے تحریک جدید کے ذریعے قرار دی گئی ہے"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ... نے ہمارے قلوب میں ایک نیا ولولہ اور ایک نیا ایمان پیدا کر دیا ہے ... سے ظاہر ہوا ہے کہ اسلام کی فتح ہونے کے لئے دُنیا کے لوگوں کے دلوں کی حالت بہت سازگار ہے۔ اور مبشرین اور لٹریچر کے ذریعے جلد از جلد ہمیں احمدیت کا بیج بونا چاہیئے اور اس اہم کام کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانی درکار ہے لہٰذا ہر احمدی پر لازم ہے کہ اس کارِ ثواب میں جلد از جلد اور دل کھول کر شریک ہوں اور بے مثال قربانی کرتے ہوئے تحریک جدید کے وعدے بھجوائیں۔

جو احباب آخر فروری تک اپنے چندوں کی سو فیصدی ادائیگی کریں گے ان کے اسماء خاص طور پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اور دسمبر تک ادائیگی اور وعدے کرنے والوں کے اسماء حضور کی خدمت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ اور حضور نے سب کے لئے دعا فرمائی ہے۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

خصوصی درخواست دعا!

مکرم چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر درویش قادیان کو گذشتہ دو سال سے کمر میں درد کی تکلیف تھی۔ اور ڈاکٹر کرم سنگھ صاحب سے علاج کرا رہے تھے۔ انکی کمر کی ریڑھ کی ہڈی کے دو مہرے آپس میں ٹکرا کر درد کا موجب بنتے تھے ایسے علاج میں گذشتہ ڈیڑھ سال سے آہنی بیلٹ (کربند) استعمال کر رہے تھے جس سے وقتی طور پر فائدہ ہو جاتا تھا۔ پھر اچانک درد شروع ہو کر تکلیف میں اضافہ ہو جاتا۔ اب جلسہ سالانہ کے بعد سے واپسی پر تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی اس پر ڈاکٹر کرم سنگھ صاحب نے آپریشن کرانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۶۸ء کو امرتسر وکٹوریہ جوبلی ہسپتال میں آپریشن کرا دیا گیا ہے آپریشن نہایت اہم اور نازک تھا اس روز دو اور آپریشن ہونے تھے جو اکیلے آپریشن سے زیادہ دیر تک جاری رہنے کی وجہ سے ملتوی کرائے گئے۔ ۲۸ جنوری کی اطلاع کے مطابق طبیعت اچھی ہے۔ زخم مندمل ہو رہا ہے صحت عود کر رہی ہے۔ احباب سے خاص طور پر دعا کی ...

جماعت احمدیہ بھدرواہ کے جلسوں کے بارہ میں پیغام صلح کے رپورٹر کی کذب بیانی

فرضی چیلنج اور اس کی حقیقت

از مکرم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

جماعت احمدیہ بھدرواہ کے جلسوں کے بارہ میں جو غلط اور جھوٹی رپورٹ شائع ہوئی تھی اس کی قلعی اخبار بدر کی اشاعت مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۷ء میں کھول دی گئی ہے۔ حق تو یہ ہے کہ بھدرواہ میں ہمارے جلسے پیغامیوں پر شاق گذرے اور انہوں نے ہمارے جلسوں کو درہم برہم کرنے کے لئے نیز یہ بتانے کے لئے کہ ہم بھی پانچ سواروں میں ہیں بڑے ہاتھ پاؤں مارے۔ اور اس مقصد میں ناکامی حاصل کرنے کے لئے تہذیب کو بالائے طاق رکھ کر گندی اور نفرت آمیز حرکات کیں۔ ... اسی پر بس نہ کی گئے ... کہ ایک جھوٹی رپورٹ جس میں شیطان کے بھی کان کاٹے ہیں لکھ کر پیغام صلح کو بھجوا دی۔

اس رپورٹ میں ایک نہایت ہی جھوٹی اور بے بنیاد بات یہ تحریر کی گئی ہے کہ پیغامیوں کو مبلغ جماعت احمدیہ کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج دینے کے بعد مناظرہ سے انکار اختیار کیا گیا۔

زیر نظر مضمون میں اس فرضی چیلنج کی حقیقت بیان کی جاتی ہے۔

یہ سفید جھوٹ ہے کہ مبلغین جماعت احمدیہ کی طرف سے پیغامیوں کو یا کسی اور فریق کو ابتداءً کوئی چیلنج دیا گیا ہو۔ یہ دو روزہ جلسوں میں جو محض دینی اور مذہبی جلسے تھے۔ سیدنا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، تعلیم اسلام اور امن عالم، اسرائیل و عرب کی جنگ کا پس منظر، احمدیت کی تعلیم، وفات مسیح اور فلسطین پر لیکچر اور روشنی ڈالی گئی۔ اور کوئی بات ایسی نہیں کہی گئی جو کسی کے جذبات کو ٹھیس لگانے والی ہو یا جس سے کسی قسم کے چیلنج کا سوال ہی پیدا ہوتا تھا۔

مشہور ہے کہ دروغ گو را حافظہ نہ باشد رپورٹر صاحب نے آگے جا کر لکھا ہے کہ

"پہلے دو دن کے جلسوں میں احمدیت یا مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں لیا گیا۔ اور مبہم طریقے سے مسیح موعودؑ کی حیثیت امام مہدی، مجدد ہی کا پیش کیا گیا۔ الحمد للہ یہ خدا کا فضل ہے کہ ان کو نبی پیش کرنے کی جرأت نہیں ہو سکی"

رپورٹر کے بیان کے مطابق جب مبلغین جماعت احمدیہ نے دو دن کے جلسوں میں احمدیت کو پیش ہی نہیں کیا اور مسیح موعودؑ کو مبہم طریقے سے پیش کیا تو پھر پیغامیوں کو کیا چیلنج دیا گیا۔ بہتنوا توجروا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پہلے دن سے ہی عبد الکریم جو پیغام صلح میں شائع شدہ رپورٹ کے ناقل ہیں اور ان کے ساتھیوں نے شرارتیں شروع کر دیں تاکہ ہمارا جلسہ کامیاب نہ ہو سکے چنانچہ جلسہ شروع ہوتے ہی لایعنی اور بے ہودہ اعتراضات کا تحریری سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ اور ان اعتراضات میں سے اکثر ایسے تھے جن کا تعلق ہماری تقاریر سے نہیں تھا۔ اس لئے تقاریر سے متعلقہ اعتراضات کا جواب دیدیا گیا اور غیر متعلقہ اعتراضات کے متعلق اسٹیج سے اعلان کر دیا گیا کہ ہمارے علماء کی جائے قیام پر آ کر ہر قسم کی تشفی کی جا سکتی ہے۔ ان کی ان شرارتوں کے باوجود ہمارے پہلے دن کا جلسہ نہایت ہی کامیاب رہا۔

دوسرے دن کے جلسے میں بھی یہ شرارتیں جاری رہیں لیکن بفضلہ دوسرے دن کا جلسہ بھی کامیاب رہا۔

تیسرے اور آخری دن ان لوگوں نے دیکھا کہ ہماری عسرتوں کا جنازہ نکلا جا رہا ہے۔ اس لئے اپنے ارادوں کو پورا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ اس دن کے متعلق پولیس کو یہ بھی اطلاع دی تھی کہ سخت فساد کا بھی خطرہ ہے چنانچہ پروگرام کے مطابق ابھی پہلی تقریر ہو رہی تھی کہ اغلباً عبد الکریم کا لڑکا ایک پرچہ لے کر اسٹیج کی طرف آیا۔ وہ پرچہ میں نے حاصل کیا۔ جس پر لکھا تھا کہ

"مبلغین جماعت احمدیہ قادیان

حال بھدرواہ نے ہماری انجمن کو بحث کے لئے چیلنج کیا ہے۔ لہذا ہم ان کا چیلنج مناظرہ منظور کرتے ہیں"

اس پرچے میں اس امر کا کچھ ذکر نہیں کہ ہماری طرف سے کیا چیلنج دیا گیا اور کس موضوع کے لئے چیلنج دیا گیا۔ اس فرضی چیلنج کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے میں نے اپنی تقریر کے آغاز میں اس آمدہ پرچے کا مضمون پڑھ کر سنایا اور حاضرین سے استفسار کیا کہ کیا ہمارے اسٹیج سے کوئی چیلنج دیا گیا ہے۔ حاضرین کی طرف سے انکار ہوا۔ تب میں نے اہل پیغام کو ... مخاطب کیا اور دریافت کیا کہ وہ کون سا چیلنج ہے جس کا آپ نے اس پرچے میں ذکر کیا ہے۔ اور اس استفسار کے بعد میں چند منٹ خاموش رہا کہ شاید کوئی سچا پیغامی اٹھے اور اپنے اس جھوٹ کو سچ ثابت کرے۔ مگر کسی پیغامی کو ہمت نہ ہوئی کہ اس پرچے کے مضمون کو سچا ثابت کر سکے۔

اسی دن صدر جلسہ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل تھے۔ انہوں نے بھی اپنی صدارتی تقریر میں اس چیلنج کی قلعی کھولی۔ اور وضاحتاً بتایا کہ ہماری طرف سے قطعاً کوئی چیلنج نہیں دیا گیا۔ اس وضاحت کے بعد آپ نے بتایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے خلافت ثانیہ سے انکار کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے بھی انحراف کیا۔ مثال کے طور پر آپ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بن باپ پیدائش کا مسئلہ پیش کیا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے تھی۔ اس کے برعکس مولوی محمد علی صاحب اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا باپ تھا اور آپ نے ڈاکٹر بشارت احمد کی کتاب میں سے بلکہ مانی ہی اہل پیغام کی طرف سے ان کو بھیجی گئی تھی متعدد حوالہ جات پیش کئے۔ اور کہا کہ ہم نے اس سے قبل اپنی طرف سے مناظرہ کا کوئی چیلنج نہیں دیا۔ البتہ اگر اس مسئلہ پر پیغامی صاحبان بات چیت کرنا چاہیں تو ہم تیار ہیں۔ مگر افسوس کہ کسی پیغامی نے اس مسئلہ پر بات چیت کرنے کی جرأت نہ کی۔

اس تفصیل سے واضح ہے کہ فرضی چیلنج کا یہ پرچہ ہمارے پاس تیسرے دن کا جلسہ شروع ہوتے ہی آ گیا تھا جبکہ ہماری طرف سے کوئی چیلنج مناظرہ نہیں دیا گیا تھا۔ اور خاکسار نے اپنی تقریر کے ... میں اس فرضی چیلنج کی حقیقت بھی بیان کر دی تھی۔

پیغامیوں نے تو اس موقع پر جھوٹ بولنے میں حد کر دی۔ چنانچہ ایک یہ بھی جھوٹا الزام لگایا گیا تھا کہ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو نماز جمعہ ادا کرتے وقت ہم نے خطبہ نہیں دیا اور بغیر خطبہ کے نماز ادا کی۔ مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو اپنی صدارتی تقریر میں میں نے اس کا جواب دیا تھا اور بتایا تھا کہ یہ سفید جھوٹ ہے میں اس وقت جلسے میں موجود تھا۔ میں نے ہی نماز جمعہ پڑھائی تھی اور نماز سے قبل میں نے خطبہ دیا تھا۔ ... میری موجودگی میں یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بغیر خطبہ کے نماز جمعہ ادا کی۔ چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

بھدرواہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص جماعت قائم ہے جو دن رات تبلیغی جہات میں کوشاں رہتی ہے۔ اور ہر اس شخص کو جسے اسلام سے ہمدردی ہے دعوت دیتی ہے کہ وہ مسیح پاک کی جماعت میں شامل ہو کر اسلام کی خدمت کا فریضہ سر انجام دے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ عبد الکریم صاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی پیشکش کی تھی ...... مگر امیر جماعت احمدیہ جموں نے ان کی سفارش نہیں کی تھی کیونکہ جماعت احمدیہ کو ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو اپنے اندر اخلاص رکھتے ہوں۔ اور سلسلہ میں شامل ہو کر اپنے اندر نمایاں تبدیلی کرنے والے ہوں۔ میں اس سے پہلے عبد الکریم صاحب سے واقف نہیں تھا۔ پیغام صلح میں شائع شدہ رپورٹ کو پڑھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ انہیں جھوٹ بولنے کی عادت معلوم ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ انہیں اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

خاکسار

الحاج بشیر احمد امیر وفد

وصایا

(نوٹ :۔ وصیتیں منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں تا کہ جس وصیت کے متعلق کسی شخص کو اعتراض ہو تو وہ مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو اطلاع دیں ـــــــ سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

نمبر وصیت ۱۳۶۶۰ ۔ میں طاہرآبی زوجہ جبار خان صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کرڈاپلی ڈاکخانہ نگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۱۰-۱۹۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے ۔ مہر جو کہ میرے پاس ہے مبلغ ۳۰۵/- روپے سونا ۳ تولے جس کی قیمت مبلغ ۵۴۰/- روپے ہے ۔ اور کل مبلغ ۸۴۵/- روپے ہیں سے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو اتنی رقم یا اتنی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ تاریخ ۱۹ر اکتوبر ۱۹۶۶ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامستر نشان انگوٹھا O

طاہرآبی بی صاحبہ

گواہ شد محسن خان احمدیہ مبلغ حلقہ کرڈاپلی اڑیسہ مورخہ ۱۹ ۱/۶۶ ڈاکخانہ نگریا ۔ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ ۔

گواہ شد جبار خان صاحب بزبان اڑیسہ ساکن کرڈاپلی ڈاکخانہ نگریہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ

نمبر وصیت ۱۳۶۶۴ ۔ میں سید جعفر علی ولد سید غلام دستگیر صاحب قوم سید پیشہ ڈاکٹری عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ملک پیٹ حیدرآباد ڈاکخانہ حیدرآباد ضلع حیدرآباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے :۔

۱۔ موٹر سائیکل میک جیمز جس کی قیمت ۹۰۰/- روپیہ ہے ۔

۲ ۔ جینک میں میرے نام سے دو صد روپیہ جمع ہے ۔

میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں مجھے ملازمت سے تین سو بیاسی روپیہ ماہانہ تنخواہ ملتی ہے ۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

العبد سید جعفر علی موصی

گواہ شد سیٹھ محمد الیاس ولد حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب سکنہ یادگیر ضلع گلبرگہ میسور ۱۲/۶۶ ۔

گواہ شد سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب ولد سیٹھ محمد معین الدین صاحب سکنہ نمبر ۱۴ لالہ ٹیکری حیدرآباد ۱۲/۶۶

نمبر وصیت ۱۳۶۶۸ ۔ میں سید عبدالہادی ولد سید ضیاء الدین صاحب قوم اہل اسلام پیشہ وظیفہ یاب پولیس عمر ۶۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن اورنگ آباد ۔ ڈاکخانہ اورنگ آباد ضلع اورنگ آباد صوبہ مہاراشٹر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

اس وقت میری جائداد غیر منقولہ ایک کچا مکان جس کے آٹھ کمرے ہیں پورے مکان کی ملکیت یہ ہے :۔

لمبائی مشرق مغرب (۶۱) فٹ چوڑائی شمال جنوب (۶۷) فٹ ہے جس کا حدود اربعہ مغرب میں عام راستہ مشرق میں مکان شیخ جلیل صاحب نابینا جنوب میں مکان شیخ جلیل صاحب نابینا اور شمال میں چھوٹا راستہ گلی واقع ہے اور یہ مکان محلہ کباڑی پورہ اورنگ آباد میں لب سڑک واقع ہے جس کا میونسپلٹی نمبر ۴-۱۴-۱-۴۷ ہے ۔ اس مکان کی حیثیت کے لحاظ سے موجودہ قیمت صرف ۵۰۰۰/- روپے پانچ ہزار روپے بنتی ہے ۔ میں اس مکان کا ۱/۱۰ ایک بٹے دس حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں ۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اگر چاہے تو اس مکان کے ۱/۱۰ حصہ پر قبضہ کرے ۔ اس صورت میں مکان کا شمال مغربی کمرہ سفال پوش حصہ لب سڑک واقع ہے ۔ وہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام رجسٹری کرا دوں گا ۔ لیکن اگر صدر انجمن احمدیہ قادیان چاہے تو بطور سے مکان کی قیمت کا دسواں حصہ جو مبلغ (پانچ سو) پانچ سو روپے ہوتا ہے وہ لے لے ۔ میں یہ رقم ایک سال کے اندر داخل کرتا ہوں اس کے علاوہ میری ماہوار آمد بطور وظیفہ (۵۷) پنشن ہے ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں ۔

اس کے علاوہ جو بھی جائداد میں پیدا کروں گا اس کی ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ المرقوم ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء ۔

العبد سید عبدالہادی ولد سید ضیاء الدین ممبر پولیس وظیفہ یاب محلہ کباڑی پورہ اورنگ آباد ۔ مہاراشٹر بقلم خود

گواہ شد ۔ سمیع اللہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ولد مولانا عبدالرحیم صاحب ۱۷ اکلیب بیک روڈ بمبئی ۸ مورخہ ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء

گواہ شد ۔ محمد سعید ولد محمد اللہ مرحوم بقلم خود ۳۴۳ ( ) توزی خانہ (سولجہ) جالنہ ضلع اورنگ آباد (مہاراشٹر) مورخہ ۳۰ر ۶ر ۱۹۶۷ء ۔

(دستخط دستار موصی) میں اس وصیت کی تصدیق کرتی ہوں ۲ر ۶ر ۱۹۶۷ء خورشید زوجہ ثانی سید عبدالہادی ۔ میں اس وصیت کی تصدیق کرتی ہوں ۔ زاہدہ بیگم ۔ زوجہ اول سید عبدالہادی ۔

میں اس وصیت کی تصدیق کرتا ہوں ۳۰ر جون ۱۹۶۷ء ۔ منیر احمد فرزند سید عبدالہادی

نمبر وصیت ۱۳۶۷۵ ۔ میں ناصرہ بیگم زوجہ عبدالغنی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دیودرگ ڈاکخانہ دیودرگ ضلع رائچور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ر جون ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے :۔

۱۔ میرا حق مہر ۱۰۰۱ روپے گیارہ صد ہے جو میرے شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے ۔ ۲۔ زیورات ۔ کان کے پھول ورنی ... قیمت اندازاً پچیس روپے ۔ چاندی کا ... چین ایک جوڑی قیمت اندازاً پچیس روپے ۔ میں اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ علاوہ ازیں مجھے اپنے شوہر کی طرف سے دس روپے ماہانہ جیب خرچ ملتا ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ ناصرہ بیگم ۲۸/۶/۶۷

گواہ شد محمد عبدالغنی سیکرٹری مال (جماعت احمدیہ دیودرگ)

گواہ شد سید شاہ عالم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دیودرگ ۲۷/۶/۶۷

نمبر وصیت ۱۳۶۷۷ ۔ میں جمیلہ زوجہ مکرم مقتدر محی الدین صاحب کنور قوم ... پیشہ تجارت عمر تیس برس تاریخ بیعت ۱۹۴۱ء ساکن آنگی ڈاکخانہ آنگی براستہ ایم کے ہبلی ضلع بلگام صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں ۔ میں مندرجہ ذیل جائداد اور آمد ... دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان ... نام وصیت کرتی ہوں ۔ جو آئندہ مزید ... کردہ جائداد پر بھی حاوی ہوگی ۔ اور ... کی کمی بیشی سے میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مطلع کر دیا کروں گی ۔ انشاء اللہ تعالیٰ

تفصیل جائداد :۔

۱۔ مہر ۱۰۰۱ صد روپیہ جو میرے خاوند کے ... ہے ۔ ۲ ۔ زیور ایک عدد طلائی ... اندازاً ڈھائی ماشہ جس کی قیمت ساڑھے چالیس روپے بنتی ہے ۔ اس کے ... میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ... علاوہ ازیں میں اپنے خاوند کی ... ان کی مدد کرتی ہوں جس میں میرا ... روپیہ سالانہ ہے ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ کاتب الحروف ...

الامتہ جمیلہ بال مقتدر ۔

گواہ شد محمود حسین خادم مسجد مبارک ... حال مقیم دھارواڑ ۱۲/۱۰/۶۷

گواہ شد ۔

مقتدر محی الدین کنور ساکن آنگی خاوند موصیہ ۱۲/۱۰/۶۷

خبریں

نئی دہلی ۲۷ر جنوری ۔ پاکستان کے صدر جنرل محمد ایوب خان نے روس کے وزیر اعظم مسٹر کوسی گن کو ایک پیغام ارسال کیا ہے جس میں انہوں نے لکھا کہ پاکستان ہندوستان کے ساتھ تمام مسائل کو پُرامن طور پر طے کرنے کا خواہشمند ہے ۔ اس پیغام میں صدر پاکستان نے مسٹر کوسی گن کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان کشمیر یا کسی دوسرے مسئلہ پر ہندوستان کے خلاف طاقت استعمال نہیں کرے گا ۔

قاہرہ ۲۷ر جنوری ۔ متحدہ عرب جمہوریہ نے آج نہر سویز سے گھرے ہوئے جہازوں کو نکالنے کا کام شروع کر دیا گیا ۔ غوطہ خوروں نے آج سے ان رکاوٹوں کا پتہ لگانے کا کام شروع کر دیا ہے ۔ یہ جہاز جنگ کے وقت نہر میں گھر گئے تھے ۔

گوہاٹی ۲۷ر جنوری ۔ یوم جمہوریہ پر یہاں جو فساد ات ہوئے ان کی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے ۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق اگرچہ گوہاٹی شہر میں اس وقت حالات درا کنٹرول میں آ گئے ہیں ۔ لیکن گوہاٹی کی نواحی بستیوں میں فساد اور لوٹ مار پوری شدت سے جاری ہے ۔ گوہاٹی میں بھی کرفیو کی مدت میں ۲۴ گھنٹے کی توسیع کر دی گئی ہے ۔ اس سے پہلی خبروں میں کہا گیا تھا کہ شہر کو فوج کے حوالہ کر دیا گیا ہے اور اٹھارہ گھنٹے کا کرفیو نافذ ہے ۔ سرکاری خبر رساں کے مطابق فسادات لسانی اور غیر لسانی کے سوال پر ہوئے ہیں ۔ طلباء نے گوہاٹی کے پرونق بازاروں میں سینکڑوں دوکانیں لوٹ لی ہیں ۔ اور سینکڑوں دوکانوں کو آگ لگا دی ہے ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کئی ملیں اور کار خانے بھی نذر آتش کئے گئے ہیں ۔

جمبیٔ ۲۸ر جنوری ۔ آج رات یہاں ۸ بجے صبح ۸ بجے تک کرفیو نافذ کر دیا گیا ۔ اس سے قبل پولیس نے ایک جلوس اور ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے جو شیخ محمد عبد اللہ کو جلسہ گاہ جانے سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ لاٹھی چارج کیا ۔

جمعیۃ العلماء یو۔ پی کا اجلاس عام کرفیو کے اوقات میں جاری رہا ۔ شیخ عبد اللہ نے ڈھائی گھنٹے سے زائد تقریر کی ۔ ایک پمفلٹ میں ان پر جو الزامات لگائے گئے تھے شیخ صاحب نے اُن کا مدلل جواب دیا ۔

آپ نے رانچی ۔ رورکیلا کے فسادات کا تذکرہ کیا اور کہا کہ جو لوگ یہ الزام لگاتے ہیں کہ میں ان کا بھائی بننا نہیں چاہتا وہ اپنے دلوں کو ٹٹولیں کہ رانچی میں انہوں نے جو کچھ کیا ہے ۔ رورکیلا اور مہاراشٹر میں جو کچھ ہوا باوجود اتحاد میں آئے ۔ کیا اُن کا مقصد بھائی بنانا ہے ۔

بڑودہ ۲۸ر جنوری ۔ جگت گرو شنکر آچاریہ نے ہندو مہاسبھا کے ۵۰ ویں اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت کو ختم کرنے کے لئے ہندوؤں کو بسایا جائے ۔ اُنہوں نے شیخ عبد اللہ کی رہائی پر سخت نکتہ چینی کی ۔ انہوں نے کہا کہ ان کی تقریروں سے پاکستان کو فائدہ پہنچے گا ۔ انہوں نے کہا کہ دستور کی دفعہ ۳۷۰ کو منسوخ کیا جائے ۔ ہندوستان ایک ہندو ملک ہے اور اس کو ہندو ملک قرار دیا جائے ۔

تل ابیب ۲۸ر جنوری ۔ اسرائیل نے اقوام متحدہ سے احتجاج کیا ہے کہ عرب جمہوریہ نہر سویز کے شمالی حصہ میں سروے کا کام کر رہا ہے جو معاہدہ کے خلاف ہے ۔ اگر عرب جمہوریہ پوری نہر میں سروے کرانا چاہتا ہے تو اس کو اس کے لئے نئے سرے سے معاہدہ کرنا ہوگا ۔ اقوام متحدہ کے تحت جو معاہدہ جہازوں کو نکالنے کے واسطے ہوا ہے اس کے مطابق نہر کے صرف جنوبی حصہ کو صاف کیا جا سکتا ہے ۔

سری نگر ۲۸ر جنوری ۔ اس سال یہاں غیر معمولی طور پر شدید سردی پڑ رہی ہے ۔ اس موسم کی تیسری برف باری کل ہوئی ۔ آدھ انچ برف پڑی ۔ جموں اور لداخ میں بھی معمول سے زیادہ سخت سردی پڑ رہی ہے ۔

ممبران صدر انجمن احمدیہ قادیان

۱۹۶۸ء کے لئے حسب ذیل ممبران صدر انجمن قادیان کی منظوری حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے عطا فرمائی ہے ۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

(۱) مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ ۔
(۲) مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ
(۳) مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز بی۔ اے ناظر بیت المال
(۴) مکرم منظور احمد صاحب سوز ایم۔ اے ناظر تعلیم
(۵) مکرم قریشی عطاء الرحمٰن صاحب ممبر
(۶) مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی ممبر
(۷) مکرم سید وزارت حسین صاحب اوریسہ ممبر
(۸) مکرم سید محی الدین احمد صاحب ایڈوکیٹ رانچی ممبر
(۹) مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ممبر
(۱۰) مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب مالاباری ممبر
(۱۱) مکرم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی ممبر ۔

منظوری ممبران مجلس کارپرداز قبرستان بہشتی مقبرہ قادیان

۱۹۶۸ء کے لئے حسب ذیل ممبران مجلس کارپرداز قبرستان بہشتی مقبرہ قادیان کی منظوری سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی ہے ۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

(۱) مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب ۔ صدر
(۲) مکرم ناظر صاحب بیت المال ۔ ممبر
(۳) مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی ممبر
(۴) مکرم سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ ۔ ممبر

منظوری ممبران مجلس تحریک جدید قادیان

۱۹۶۸ء کے لئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس تحریک جدید کے حسب ذیل ممبران کی منظوری عطا فرمائی ہے ۔

(وکیل الاعلیٰ قادیان)

(۱) حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب وکیل اعلیٰ
(۲) صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب وکیل التبشیر و تعلیم ۔
(۳) مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے وکیل المال
(۴) " سید محی الدین احمد صاحب رانچی ممبر
(۵) " سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ۔ ممبر
(۶) " سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی آف کلکتہ ممبر
(۷) " قریشی عطاء الرحمٰن صاحب قادیان ۔ ممبر